غیبت - اقسام اور حدود

ڈاکٹر زاہدہ تبسم

کسی کی عدم موجودگی میں اس کا ناپسندیدہ تذکرہ چغلی یا غیبت کہلاتا ہے۔چغلی اردو زبان کا لفظ ہے، جس کو عربی میں 'نمیمة'، 'وشایة'، 'غیبة' اور 'قتیة' کہا جاتا ہے۔[۱] احادیث مبارکہ میں اس کے لیے 'غیبة' اور 'نمیمة'، جب کہ چغل خور کے لیے لفظ 'قتّات' اور 'نمّام' استعمال ہوئے ہیں۔اردو لغات میں چغلی کی دو طرح سے تعریف کی گئی ہے:

(۱) پیٹھ پیچھے کسی کی بدخوئی کرنا۔

(۲) چغلی اس کنکر کو کہا جاتا ہے جسے چلم میں تمباکو کے نیچے رکھتے ہیں۔[۲]

بظاہر لفظ 'نمیمة'، 'غیبة' اور 'قتیة' ہم معنیٰ لگتے ہیں، لیکن سلف صالحین نے ان کے درمیان ایک لطیف سا فرق بیان کیا ہے۔علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

> ''قتّات اور نمّام میں فرق ہے۔نمّام اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی مجلس میں موجود ہو اور وہاں جو کچھ دیکھے اور سنے اسے دوسری جگہ بیان کرے۔اور قتّات اس شخص کو کہتے ہیں جسے کسی چیز کا بلاواسطہ علم نہ ہو، وہ محض سنی سنائی بات کو دوسروں سے نقل کرتا پھرے۔امام غزالیؒ کہتے ہیں: جس شخص تک کوئی بات پہنچائی جائے اسے چاہیے کہ وہ چغلی کرنے والے کی تصدیق نہ کرے اور جس کے بارے میں چغلی کی گئی ہے اس سے بدگمان نہ ہو اور جو بات پہنچائی گئی ہے خواہ مخواہ اس کی تحقیق میں نہ لگے۔وہ چغلی کرنے والے کو منع کرے، اس فعل کو برا سمجھے اور چغلی کرنے والا اگر اپنے فعل سے باز نہ آئے تو اس سے نفرت کرے اور جس کام سے اس نے چغل خور کو منع کیا ہے اسے خود کرنے میں نہ لگ جائے کہ وہ دوسروں سے چغلی کرنے لگے۔چغلی اور

غیبت میں کچھ فرق ہے۔ چغلی یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کا حال فساد کی نیت سے اس کی مرضی کے خلاف بیان کرے، خواہ اس شخص کو اس کا علم ہو یا نہ ہو۔ اور غیبت یہ ہے کہ دوسرے شخص کے بارے میں اس کی غیر موجودگی میں ایسی بات کہی جائے جو اسے پسند نہ ہو، گویا چغلی میں فساد کی نیت لازمی شرط ہوتی ہے جب کہ غیبت میں یہ شرط نہیں ہے۔ اور غیبت میں شرط یہ ہے کہ وہ بات دوسرے کی غیر موجودگی میں کہی جائے، جب کہ چغلی میں یہ شرط نہیں ہے۔ بقیہ باتیں دونوں میں پائی جاتی ہیں''۔[۳]

چغلی کی ان دونوں اقسام میں خفیف سا فرق ہے، لیکن بنیادی بات وہی ہے جو اللہ کے رسول ﷺ نے درج ذیل حدیث میں بیان فرمائی ہے:

''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مجلس میں اپنے اصحاب کو مخاطب کرکے فرمایا: جانتے ہو، غیبت کیا ہے؟ انھوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: 'ذکرک اخاک بما یکرہ' (تو اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرے کہ اسے ناگوار ہو)، ایک صحابی نے پوچھا: اگر میں دیکھوں کہ جو بات میں کہہ رہا ہوں وہ اس میں موجود ہے تو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: 'ان کان فیه ما تقول فقد اغتبته، وان لم یکن فیه ما تقول فقد بهتّه'. (اگر تو نے اس میں موجود بات (برائی) کو بیان کیا تو یہی غیبت ہے۔ اگر وہ بات اس میں موجود نہ ہو تب تو، تو نے اس پر بہتان لگایا)۔''[۴]

غیبت کرنے کی وجوہ حکم کے اعتبار سے دو قسم کی ہیں: (الف) مذموم وجوہ۔ (ب) مباح وجوہ۔ چنانچہ علامہ قرطبیؒ نے دونوں وجوہ پر مشتمل احکام کا تذکرہ کیا ہے۔[۵]

غیبت کی مذموم وجوہ

یہ دو طرح کی ہیں:

(۱) حسد کرنا: یہ غیبت کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ جب انسان کسی سے حسد کرتا ہے تو اس میں یہ جذبہ جنم لیتا ہے کہ وہ محسود کی برائیوں اور عیوب کی تشہیر کرے، تاکہ لوگ اسے ناپسند کرنے لگیں۔

(۲) دوسروں کو حقیر سمجھنا: جب انسان خود کو بڑا سمجھنے لگتا ہے تو اس احساس کے ساتھ

دوسروں کی برائیوں کی ٹوہ میں لگا رہتا ہے۔ چوں کہ غیبت کی بڑی وجہ حسد ہے، اس لیے اس میں چار چیزیں شامل ہیں:

(۱) دوسروں کی شہرت اور مقام کو گرانے کی کوشش کرے۔

(۲) خود اس مقام کو حاصل کرنے کی خواہش رکھے۔

(۳) دوسرے کی مخالفت یا دشمنی کی بنا پر ایسا کرے۔

(۴) عادۃً کسی شخص کی دوسروں کے سامنے برائی کرے۔

غیبت کی مذموم وجوہ کے ذریعہ انسان کی گھٹیا ذہنیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کی بنا پر دوسروں کی عزت پر حملہ کرتا ہے، اس سے دنیا و آخرت میں سوائے خسارہ کے کچھ نہیں حاصل ہوتا۔

غیبت کی حرمت قرآن و حدیث میں

غیبت حرام ہے، اس پر جمہور علماء کا اتفاق ہے۔[۶] اللہ تعالیٰ نے غیبت کرنے والے کی شدید مذمت کی ہے۔ فرمایا:

هَمَّازٍ مَشَّآءٍ بِنَمِيمٍ (القلم:۱۱) طعنے دینے والا، چغلیاں کھاتے پھرنے والا۔

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيد (ق:۱۸) کوئی لفظ اس کی زبان سے نہیں نکلتا جسے محفوظ کرنے کے لیے ایک حاضر باش نگراں موجود نہ ہو۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے غیبت کی درج ذیل الفاظ میں شدید مذمت فرمائی ہے:

وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضاً أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتاً فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ (الحجرات:۱۲)

اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تمھارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا۔ دیکھو تم خود اس سے گھن کھاتے ہو۔ اللہ سے ڈرو۔

غیبت کی حرمت کا اندازہ نبی اکرم ﷺ کے درج ذیل ارشادات سے بھی بخوبی لگایا جا سکتا ہے:

۱- حضرت اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الا أخبركم بشراركم؟ المشاؤون بالنميمة، المفسدون بين الأحبة، الباغون للبرآء العنت ۷	کیا میں نہ بتاؤں کہ تم میں سے بدترین لوگ کون ہیں؟ چغلی کھانے والے، باہم محبت کرنے والوں کے درمیان فساد پیدا کرنے والے، بھولے بھالے لوگوں کو پریشانی میں ڈالنے والے۔

۲- اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

من ردّ عن عرض اخيه، ردّ الله عن وجهه النار يوم القيٰمة ۸	جس شخص نے اپنے بھائی کی آبرو کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے گا۔

۳- ایک حدیث میں ہے کہ آپؐ کا ارشاد ہے:

لا يدخل الجنّة قتّات ۔۹	جنت میں چغل خور نہیں جائے گا۔

۴- غیبت کرنا عذابِ قبر کا باعث ہے۔ ایک مرتبہ آپؐ دو قبروں کے پاس سے گزرے۔ آپؐ نے فرمایا:

''ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے۔ حالاں کہ جن معاملوں میں یہ لوگ عذاب میں مبتلا ہیں وہ بہت بڑے نہیں ہیں۔ ان میں سے ایک چغلی کرتا پھرتا تھا اور دوسرا پیشاب کرتے وقت آڑ نہیں کرتا تھا'' ۔۱۰

۵- کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے سامنے کسی کی غیبت کرتا تو آپ اسے پسند نہ فرماتے تھے اور اس پر تنبیہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپؐ کی مجلس میں کسی شخص نے دریافت کیا: مالک بن دخشن کہاں ہیں؟ دوسرے شخص نے کہا: وہ منافق ہے، اسے اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: ایسا نہ کہو۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس نے اللہ کی خوش نودی کے لیے لا الہ الا اللہ کہا ہے۔ اللہ نے جہنم کی آگ حرام کر دی ہے ہر اس شخص پر جس نے اس کی خوش نودی کے لیے لا الہ الا اللہ کہا ہو''۔۱۱

۶- آپؐ نے صحابہ کو چغلی اور غیبت سے روکنے کے لیے حکیمانہ انداز اختیار فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا:

''میرے اصحاب میں سے کوئی کسی دوسرے کے بارے میں نازیبا بات

مجھ تک نہ پہنچائے، اس لیے کہ میں چاہتا ہوں کہ جب تمھارے پاس آؤں تو میرا دل ہر ایک کے بارے میں صاف ہو۔‘‘ [۱۲]

۷- غیبت کی شناعت کو نبی ﷺ نے ایک مرتبہ اس تمثیل کے ذریعے سمجھایا کہ وہ اس قدر کڑوی ہوتی ہے کہ اگر اس کو سمندر میں ڈال دیا جائے تو اس کا سارا پانی کڑوا ہو جائے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے آپؐ کے سامنے صفیہؓ کے بارے میں کہا: وہ تو بس اس قدر ہیں (یعنی پستہ قد ہیں)۔ آپؐ نے فرمایا:

لقد قلت کلمة لو مزجت بماء البحر لمزجته [۱۳] — تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر اسے سمندر میں ملا دیا جائے تو سارا پانی کڑوا ہو جائے۔

۸- غیبت آدمی کی زندگی میں کی جائے یا اس کے مرنے کے بعد، ہر صورت میں اس کی حرمت یکساں ہے۔ عہد نبوی میں ایک شخص کے اعترافِ زنا کے بعد اسے رجم کی سزا دی گئی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کا گزر دو ایسے افراد کے پاس سے ہوا جن میں سے ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا: اسے دیکھو، اللہ نے اس کے جرم پر پردہ ڈال دیا تھا، مگر اس نے خود آ کر اعتراف کرلیا، چنانچہ کتّے کی موت مارا گیا۔ آپؐ اس موقع پر خاموش رہے۔ آگے بڑھے تو ایک گدھے کو مرا ہوا پایا۔ تب آپؐ نے فرمایا: فلاں اور فلاں کہاں ہیں؟ ان دونوں نے کہا: ہم حاضر ہیں۔ اے اللہ کے رسول۔ آپؐ نے فرمایا: جاؤ اس مرے ہوئے گدھے کا گوشت کھاؤ۔ انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی۔ اسے کون کھائے گا؟ آپؐ نے فرمایا: تم دونوں ابھی اپنے بھائی کے بارے میں جو کچھ کہہ رہے تھے وہ اس سے زیادہ برا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ وہ شخص تو اس وقت جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔ [۱۴]

بعض علماء کے نزدیک غیبت کبیرہ گناہ ہے۔ علامہ قرطبیؒ نے کہا ہے کہ غیبت کبائر میں سے ہے، کیوں کہ کبیرہ کی حد اس پر صادق آتی ہے، یعنی اس کے بارے میں سخت وعید ہے۔ [۱۵]

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كل المسلم على المسلم حرام ماله و عرضه و دمه، حسب امرئ من الشر ان يحقر اخاه المسلم. ۱۶

ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا مال، عزت اور خون حرام ہے۔ آدمی کے شر کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔

غیبت کے دنیوی نقصانات

غیبت ایک ایسی برائی ہے، جس پر اُخروی عذاب کے ساتھ دنیاوی نقصانات بھی اٹھانے پڑتے ہیں:

(۱) غیبت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی ذلیل کر دیتا ہے:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يا معشر من امن بلسانه و لم يدخل الايمان قلبه، لا تغتابوا المسلمين ولا تتّبعوا عوراتهم، فانه من اتّبع عوراتهم يتّبع الله عورته و من يتّبع الله عورته يفضحه فى بيته۔ ۱۷

اے لوگو! جو صرف زبان سے ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں حالاں کہ ابھی ان کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوا ہے، مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کے عیوب کی ٹوہ میں نہ لگو۔ جو شخص دوسروں کے عیوب کی ٹوہ میں لگے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیب کی ٹوہ لگائے گا اور جس کے عیب کی ٹوہ اللہ تعالیٰ لگائے گا اسے اس کے گھر میں ہی رسوا کر دے گا۔

(۲) غیبت کرنے والے شخص کی حرکتوں کے بارے میں جب اس شخص کو معلوم ہو جاتا ہے جس کی غیبت کی گئی ہے تو ایسا شخص مارے شرم کے پانی پانی ہو جاتا ہے۔

(۳) غیبت کرنے والے پر سے دوسروں کا اعتماد اٹھ جاتا ہے۔ کوئی شخص اس کے سامنے بات نہیں کرتا۔ بہ الفاظ دیگر ایسا شخص معاشرہ میں دوسرے انسانوں کا اعتماد کھو بیٹھتا ہے۔

(۴) غیبت کرنے والے کی عبادات قبول نہیں ہوتیں۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ دو آدمیوں نے ظہر یا عصر کی نماز ادا کی۔ وہ دونوں روزے سے تھے۔ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: دوبارہ وضو کر کے پھر سے نماز پڑھو اور تمھارا روزہ بھی ٹوٹ گیا، اس کی قضا

کرو۔ انھوں نے اس کی وجہ دریافت کی۔ آپؐ نے فرمایا: اس لیے کہ تم دونوں نے ابھی فلاں شخص کی غیبت کی ہے۔[۱۸]

آپؐ نے غیبت کو بدکاری سے زیادہ سنگین جرم قرار دیا ہے۔

حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا: غیبت زنا سے زیادہ سنگین ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کیسے؟ آپؐ نے فرمایا: آدمی زنا کرنے کے بعد توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیتا ہے۔ (دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے)، جب کہ غیبت کرنے والے کو اس وقت تک نہیں بخشا جاتا، جب تک کہ وہ شخص نہ معاف کر دے جس کی غیبت کی گئی ہے۔[۱۹]

ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے غیبت کی شناعت سود سے بڑھ کر قرار دی ہے۔

حضرت سعید بن زیدؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

من اربی الربا الاستطالة فی عرض المسلم بغیر حق.[۲۰]	سود سے بڑھ کر گھناؤنا کام یہ ہے کہ ناحق کسی مسلمان کی عزت پر حملہ کیا جائے۔

غیبت کا اخروی انجام

غیبت پر اخروی انجام کی وعید بھی بڑی سخت ہے۔ غیبت کرنے والا شخص نہ صرف دنیا میں ذلیل و رسوا ہوتا ہے، بلکہ آخرت میں اس کے لیے عبرت ناک انجام ہوگا۔

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میں معراج پر گیا تو وہاں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے ناخن پیتل کے تھے۔ وہ ان سے اپنے سینوں اور چہروں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: یہ وہ لوگ ہیں جو دوسرے لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزتیں پامال کرتے تھے۔[۲۱]

غیبت کی کمائی کرنے والوں کے لیے حدیث میں سخت وعید آئی ہے۔

حضرت مستوردؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

من اکل برجل مسلم اکلة، فإن اللّٰہ یطعمه مثلها من جهنم، ومن کسی ثوباً برجل مسلم، فان اللہ یکسوه مثله من جهنم، ومن قام برجل مقام سمعة و ریاء، فان اللہ یقوم به مقام سمعة ورياء یوم القیامة۔۲۲

جوشخص کسی مسلمان کی غیبت کے بدلے میں ایک لقمہ کھائے، اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے اسی جیسا لقمہ کھلائے گا اور جوشخص کسی مسلمان کی غیبت کے بدلے میں کپڑا پہنے اسے اللہ اس کے مثل جہنم کی آگ کا کپڑا پہنائے گا اور جس شخص نے کسی کی غیبت کے ذریعہ شہرت اور نام ونمود حاصل کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے رسوائی کا مقام عطا کرے گا۔

غیبت کا کفارہ

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی آسانی کے لیے گناہوں کے کفارات مقرر کیے ہیں، تاکہ ان کے اثرات ختم ہو جائیں۔ حدیث میں غیبت کا کفارہ بھی منقول ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان من کفارة الغیبة ان تستغفر لمن اغتبته، تقول: اللهم اغفرلنا و له ۔۲۳

غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ تم اس شخص کے لیے دعا کرو جس کی غیبت کی ہو اور کہو: اے اللہ! ہمیں اور اسے دونوں کو معاف کر دے۔

غیبت کے انسداد کی تدابیر

اس قبیح برائی کو معاشرے سے ختم کرنے کے لیے درج ذیل طریقے اختیار کرنے ضروری ہیں:

(۱) غیبت کی روک تھام کا بہترین طریقہ 'حفظِ لسان' یعنی زبان کو روک کر رکھنا ہے۔ کیوں کہ اکثر برائیوں کی جڑ زبان ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من یضمن لی ما بین لحییه وما بین رجلیه اضمن له الجنة. ۲۴

جوشخص مجھے دو چیزوں کی ضمانت دے، میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں ایک وہ چیز جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے (یعنی زبان) اور دوسری وہ جو اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے (یعنی شرم گاہ)۔

(۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص آپ کے سامنے کسی کی غیبت کرے تو آپ اسے روک دیں اور اس کی بات پر کان نہ دھریں، جیسا کہ متعدد احادیث میں رسول اللہ ﷺ کا یہی طرزِ عمل بیان کیا گیا ہے۔

غیبت کی مباح وجوہ

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہر وہ صورت جس میں 'ذکرک اخاک بما یکرہ' (کسی کے بارے میں دوسروں سے ایسی بات کہنا جو اسے ناپسند ہو) والی شرط پائی جائے، وہ غیبت کے زمرے میں آئے گی یا کچھ استثنائی صورتیں ہیں، جو حالات کے پیش نظر شریعت نے بیان کی ہیں۔ اس سلسلے میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ فرماتے ہیں:

''اس حرمت سے مستثنیٰ صرف وہ صورتیں ہیں جن میں کسی شخص کے پیٹھ پیچھے یا اس کے مرنے کے بعد اس کی برائی بیان کرنے کی کوئی ایسی ضرورت لاحق ہو جو شریعت کی نگاہ میں ایک صحیح ضرورت ہو اور وہ ضرورت غیبت کے بغیر پوری نہ ہوسکتی ہو اور اس کے لیے اگر غیبت نہ کی جائے تو غیبت کی بہ نسبت زیادہ بڑی برائی لازم آتی ہو'۔ ۲۵

بعض مخصوص صورتوں میں غیبت جائز ہونے کے دلائل

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض مخصوص صورتوں میں کسی شخص کا منفی تذکرہ اس کے پیٹھ پیچھے کیا جاسکتا ہے۔

(۱) حضرت ابوسفیانؓ کی بیوی حضرت ہند بنت عتبہؓ نے ایک موقع پر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ابوسفیان بڑے بخیل اور لالچی ہیں۔ وہ روز مرہ کے خرچ کے لیے مجھے اتنا نہیں دیتے کہ وہ میری اور میرے بچوں کی ضرورتوں کے لیے کافی ہو۔ آپؐ نے فرمایا:

خذی ما یکفیک وولدک بالمعروف. ۲۶	تم ان سے پوچھے بغیر ان کے مال سے اتنا لے سکتی ہو جو تمھارے لیے اور تمھارے بچوں کے لیے کافی ہو۔

اس حدیث سے ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت ہندہؓ نے اپنے خاوند کی غیر موجودگی میں

ان کے بارے میں ایسی بات کہی جو اگر ان کے سامنے کہی جاتی تو انھیں ناگوار گذرتی۔ آپ نے اس مسئلہ کا حل بتلایا، انھیں ایسی بات کہنے سے منع نہیں کیا۔

(۲) حضرت فاطمہ بنت قیسؓ کو جب طلاق ہوگئی تو ان کے پاس نکاح کے پیغامات آنے لگے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے تذکرہ کیا کہ معاویہ بن سفیان اور ابوجہم نے نکاح کا پیغام دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ابوجہم تو لاٹھی اپنی گردن سے نہیں اتارتے۔ رہے معاویہ تو وہ غریب آدمی ہیں۔ تم اسامہ بن زید سے نکاح کرلو۔ ۲۷

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نے حضرت فاطمہ سے ان اشخاص کے بارے میں ایسی بات کہی جو اگر ان کے سامنے کہی جاتی تو انھیں ناگوار ہوتا۔

(۳) ایک بدو مسجد آیا، اس نے اپنی سواری بٹھائی، اسے باندھا، مسجد میں داخل ہوا، رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، نماز سے فارغ ہوا تو باہر نکلا، سواری کو کھول کر اس پر سوار ہوا، پھر پکار کر کہا: اے اللہ! صرف مجھ پر اور محمد [ﷺ] پر رحم فرما، اور کسی پر نہیں۔ اس کی بات سن کر آپؐ نے صحابہ سے فرمایا: بتاؤ، یہ شخص زیادہ بھٹکا ہوا ہے یا اس کا اونٹ؟ کیا تم نے ابھی اس کی بات نہیں سنی۔ ۲۸

(۴) حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی۔ آپؐ نے (چپکے سے) فرمایا: یہ اپنی قوم کا برا آدمی ہے۔ پھر فرمایا: اس کو اندر آنے کی اجازت دے دو۔ وہ آیا تو اس سے آپؐ نے بڑی نرمی سے باتیں کیں۔ جب وہ چلا گیا تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپؐ نے اس سے نرمی سے بات کی، حالاں کہ آپؐ نے اس کے بارے میں ایسا ایسا کہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا:

ان اشرّ الناس منزلة عندالله يوم القيمة من ودعه او تركه الناس لا تقاء فحشه. ۲۹	روز قیامت بارگاہ الٰہی میں سب سے برا مقام اس شخص کا ہوگا جس کی بدکلامی سے بچنے کے لیے لوگ اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عائشہؓ سے آپؐ نے اس شخص کی برائی بیان کی، جب کہ وہ سامنے نہیں تھا۔

(۵) ایک موقع پر آں حضرتﷺ نے دو اشخاص کا تذکرہ کیا اور ان کے بارے میں فرمایا:

ما اظن فلانا و فلانا یعرفان من دیننا شیئا، ۳۰
میرا گمان ہے کہ فلاں اور فلاں کو ہمارے دین کے بارے میں کچھ نہیں معلوم ہے۔

(۶) حضرت زید بن ارقمؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہﷺ کے ساتھ نکلے۔ لوگوں کا زاد راہ ختم ہونے لگا۔ اس موقع پر عبداللہ بن ابی نے کہا کہ رسول اللہ کے ساتھیوں پر مت خرچ کرو۔ میں نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ بات بتائی۔ آپ نے عبداللہ بن ابی کو بلاکر تحقیق کی۔ وہ صاف مکر گیا اور قسم کھانے لگا۔ اس پر لوگ کہنے لگے کہ زید نے رسول اللہﷺ کے پاس جھوٹی شکایت کی۔ اس پر سورہ المنافقون نازل ہوئی جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے میری تصدیق کی۔ ۳۱

(۷) واقعۂ افک کے موقع پر رسول اللہﷺ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ اور حضرت علیؓ سے ام المومنین حضرت عائشہؓ کے بارے میں مشورہ کیا۔ حضرت اسامہؓ نے عرض کیا کہ عائشہؓ ایسی باتوں سے پاک ہیں، البتہ حضرت علیؓ نے فرمایا: اے اللہ کے رسولﷺ! اللہ آپ پر تنگی نہ کرے گا، عائشہ کے علاوہ اور بھی بہت سی عورتیں ہیں۔ ۳۲ یہ بات اگر حضرت علیؓ ام المومنین کے سامنے کہتے تو انھیں ضرور ناگوار ہوتا۔

(۸) ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے نبیﷺ کی خدمت میں عرض کیا: میں ایک انصاری عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں، آپؐ نے فرمایا: ''اسے دیکھ لو، اس لیے کہ انصاری عورتوں کی آنکھ میں کچھ ہوتا ہے''۔ ۳۳

آپؐ نے انصاری عورتوں کا عیب اس وقت بیان کیا، جب وہ وہاں موجود نہ تھیں۔

درج بالا احادیث کی روشنی میں فقہاء و محدثین نے یہ قاعدہ اخذ کیا ہے کہ غیبت صرف اسی صورت میں جائز ہے جب کسی شرعی غرض کے لیے اس کی ضرورت ہو اور وہ ضرورت اس کے بغیر پوری نہ ہوسکتی ہو۔ ۳۴

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں:

موضع الحاجة لیس بغیبة. ۳۵
وقتِ ضرورت کسی شخص کے پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا غیبت نہیں ہے۔

محدثین کرام نے اسماء الرجال پر سینکڑوں کتابیں لکھی ہیں، جن میں راویوں کے عیوب بیان کیے گئے ہیں۔ وہ جب روایتِ حدیث کے معاملے میں کسی شخص پر جرح کرتے تو اسے غیبت نہیں سمجھتے تھے۔ اسی بنا پر امام بخاری اہل فساد کی غیبت کو مذموم غیبت میں شمار نہیں کرتے تھے۔[۳۶]

غیبت کی چند جائز صورتیں

درج بالا قاعدہ کی بنا پر علماء نے غیبت کی بعض صورتوں کو جائز قرار دیا ہے۔ وہ یہ ہیں:

(۱) ظالم کے خلاف مظلوم کی شکایت، اس شخص کے سامنے جس سے یہ توقع ہو کہ وہ ظلم کو دفع کرنے کے لیے کچھ کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ. (النساء: ۱۴۸)

اللہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ آدمی بدگوئی پر زبان کھولے، الّا یہ کہ کسی پر ظلم کیا گیا ہو۔

(۲) اصلاح کی نیت سے کسی شخص یا گروہ کی برائیوں کا ذکر ان لوگوں کے سامنے جن سے امید ہو کہ وہ ان برائیوں کو دور کر سکتے ہیں۔

(۳) استفتاء کی غرض سے کسی مفتی کے سامنے صورتِ واقعہ بیان کرنا جس میں کسی شخص کے کسی غلط فعل کا ذکر آ جائے۔

(۴) لوگوں کو کسی شخص کے شر سے خبردار کرنا، تاکہ وہ اس کے نقصان سے بچ سکیں۔ مثلاً راویوں، گواہوں اور مصنفین کی کمزوریاں بیان کرنا بالاتفاق جائز ہی نہیں واجب ہے، کیونکہ اس کے بغیر شریعت کو غلط روایتوں کی اشاعت سے، عدالتوں کو بے انصافی سے، عوام یا طالبانِ علم کو گم راہیوں سے بچانا ممکن نہیں، یا مثلاً کوئی شخص کسی سے نکاح کرنا چاہتا ہو، یا کسی کے پڑوس میں مکان لینا چاہتا ہو، یا کسی سے شرکت کا معاملہ کرنا چاہتا ہو، یا کسی کو اپنی امانت سونپنا چاہتا ہو اور وہ آپ سے مشورہ لے تو آپ کے لیے واجب ہے کہ اس کی خوبیاں اور کمزوریاں دونوں بتا دیں، تاکہ ناواقفیت میں وہ دھوکہ نہ کھا جائے۔

(۵) ایسے لوگوں کے خلاف علی الاعلان آواز بلند کرنا اور ان کی برائیوں پر تنقید کرنا جو فسق

وفجور پھیلا رہے ہوں، یا بدعات وگم راہیوں کی اشاعت کر رہے ہوں، یا خلق خدا کو بے دینی اور ظلم و جور کے فتنوں میں مبتلا کر رہے ہوں۔

(۶) جو لوگ کسی بُرے لقب سے اس قدر مشہور ہو چکے ہوں کہ اس کے سوا کسی اور لقب سے پہچانے نہ جائیں ان کے لیے وہ لقب استعمال کرنا جائز ہے، بشرطے کہ ان کی تنقیص مقصود نہ ہو، بلکہ محض ان کی پہچان مقصود ہو، جیسے اعمش (رتوندھی والا)، اعرج (لنگڑا)، اصم (بہرا)، اعمیٰ (اندھا)، احول (بھینگا)، ذوالیدین (جس کے ہاتھوں میں کوئی عیب ہو) وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اس قبیح فعل سے محفوظ رکھے اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حواشی و مراجع

۱۔ ابن منظور، لسان العرب، دار صادر بیروت، ج:۱، ص: ۶۵۶، ج:۱۲، ص:۵۹۲، المنجد، ص:۱۰۸۷

۲۔ فیروز اللغات، ص: ۳۱۰

۳۔ ابن حجر العسقلانی، فتح الباری، المکتبۃ السلفیۃ، ج: ۱۰ ص: ۴۷۳

۴۔ ابوداؤد، کتاب الادب، باب الغیبۃ، ح: ۴۸۷۴؛ مسلم: ۲۵۸۹

۵۔ قرطبی: ابوعبداللہ: محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن (تفسیر قرطبی)، دار الحدیث، قاہرہ، طبعہ اولیٰ ۱۴۱۴ھ، ج: ۸، ص: ۶۰۱

۶۔ روح المعانی، ج: ۲۶ ص: ۱۵۹

۷۔ مسند احمد، حدیث اسماء بنت یزید، ح: ۲۷۶۶۸

۸۔ ایضاً، حدیث ابی الدرداء، ح: ۲۷۶۱۱

۹۔ صحیح بخاری، کتاب الادب، باب ما یکرہ من النمیمۃ، ح: ۶۰۵۶؛ مسلم: ۱۰۵

۱۰۔ ایضاً، کتاب الجنائز، باب عذاب القبر، ح: ۱۳۷۸؛ مسلم: ۲۹۲

۱۱۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب الرخصۃ، ح: ۳۳

۱۲۔ سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی رفع الحدیث فی المجلس، ح: ۴۸۶۰

۱۳۔ ایضاً، ح: ۴۸۷۵

۱۴ ایضاً، کتاب الادب، باب الغیبۃ، ح:۴۸۷۴

۱۵ تفسیر قرطبی، ج:۸:ص:۲۸۳

۱۶ سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب الغیبۃ: ح:۴۸۸۲؛ مسلم:۲۵۶۴

۱۷ ایضاً، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ، ح:۴۸۸۰

۱۸ سنن بیہقی، ح:۶۷۲۹

۱۹ ابوداؤد، کتاب الادب، باب الغیبۃ: ح:۴۸۷۶

۲۰ سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب الغیبۃ، ح:۴۸۷۶

۲۱ ایضاً، ح:۴۸۷۸

۲۲ ایضاً، ح:۴۸۸۱

۲۳ مشکوۃ المصابیح، ح ۴۸۳

۲۴ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، ح:۶۴۷۴

۲۵ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، جلد ۵، ص۹۱، سورۂ حجرات، حاشیہ ۲۶۔ اس موضوع پر مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: تفہیمات، سید ابوالاعلیٰ مودودی، اسلامک پبلی کیشنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ، لاہور، ۲۰۰۰ء، جلد سوم، ص۹۹-۱۱۵۔ مقالہ: غیبت کی حقیقت اور اس کے احکام

۲۶ صحیح بخاری ، کتاب النفقات، باب نفقۃ المرأۃ اذا غاب عنہا زوجہا، ح:۵۳۵۹

۲۷ مسلم، کتاب الفتن، باب الجساسۃ، ح:۲۹۴۲

۲۸ ابوداؤد، کتاب الطلاق، باب فی نفقہ......، ح:۲۲۸۴

۲۹ ایضاً، کتاب الادب، باب من لیست لہ غیبۃ...... ح:۴۸۸۵

۳۰ صحیح بخاری، کتاب الادب، باب ما یجوز من الظن، ح:۶۰۶۷

۳۱ ایضاً، کتاب التفسیر، باب قولہ اذا جاءک المنافقون الخ، ح:۴۹۰۰

۳۲ ایضاً، باب لولا اذ سمعتموہ......، ح:۴۷۵۰

۳۳ مسلم، کتاب النکاح، باب ندب النظر الی وجہ المرأۃ...، ح:۱۴۲۴

۳۴ تفسیر قرطبی، ج:۸،ص:۶۰۱-۶۰۴

۳۵ ایضاً

۳۶ صحیح بخاری، کتاب الادب، باب ما یجوز من اغتیاب......، ح:۶۰۵۴؛ مسلم:۲۵۹۱

☆☆☆